غیر جانبدارانہ اور منصفانہ بنیادوں پر انسانی خدمت کی ضرورت

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری
ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[گذشتہ دنوں انسانی خدمت کے بین الاقوامی اور غیر جانبدار ادارے انٹرنیشنل کمیٹی برائے ریڈ کراس (ICRC) کی جانب سے اسلام آباد میں ایک عالمی کانفرنس کا انعقاد کیا گیا، جس میں اندرون وبیرون ملک سے بہت سے اہل علم، انسانی خدمت کے شعبے سے وابستہ سرکردہ شخصیات اور ارباب فضل وکمال شریک ہوئے۔ اس دو روزہ کانفرنس میں کئی فکر انگیز موضوعات پر اظہار خیال کیا گیا۔ حضرت ناظم اعلیٰ وفاق کو بھی اس کانفرنس کی اختتامی نشست میں اظہار خیال کی دعوت دی گئی تھی۔ اس اہم ترین موقع پر آپ نے ''انسانی خدمت کے غیر جانبدارانہ اور منصفانہ استعمال'' کے موضوع پر جو معروضات پیش کیں ان کا خلاصہ ذیل میں پیش ہے.......................................ادارہ]

اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کا پسندیدہ مشغلہ:...... میں سمجھتا ہوں کہ خدمت اللہ رب العزت کا محبوب ترین عمل اور اللہ رب العزت کے برگزیدہ بندوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے ''اللہ کی مخلوق اللہ کا کنبہ ہے اور اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو اللہ کی مخلوق کے ساتھ سب سے زیادہ اچھائی سے پیش آئے''۔ دوسری جگہ ارشاد ہے ''لوگوں میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کے لیے سب سے زیادہ نفع کا باعث بنے''۔ جب ہم پیچھے پلٹ کر دیکھتے ہیں تو ہمیں تمام انبیاء کرام خدمت خلق کے عظیم عمل میں مشغول نظر آتے ہیں لیکن ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی انسانیت کی خدمت سے عبارت نظر آتی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مدنی کریم ﷺ انسانیت کی خدمت کا محور ومرکز دکھائی دیتے ہیں۔ آپ ﷺ کو اللہ رب

العزت نے جب نبوت کے منصب پر فائز فرمایا، آپ ﷺ کو پہلی وحی کی دولت سے سرفراز فرمایا تو آپ ﷺ پریشانی کے عالم میں گھر تشریف لائے، امی جان سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ نے آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو کلمات ارشاد فرمائے وہ قابل غور ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پانچ صفات:...... حضرت خدیجہؓ نے آپ ﷺ کی پانچ صفات بیان فرمائیں جنہیں صفات خمسہ کہا جاتا ہے اور ان صفات خمسہ میں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کو سمو دیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملات، معمولات، رویے، ترجیحات اور اخلاق وکردار کیسا تھا۔ آپ ﷺ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ صلہ رحمی صرف یہ نہیں کہ آدمی اچھائی کا بدلہ اچھائی سے دے بلکہ فرمایا جو تم سے تعلق توڑے تم اس سے جوڑو، جو تم سے برا کرے تم اس سے اچھا کرو! اس سے معلوم ہوا کہ خدمت اور صلہ رحمی میں صرف یہ نہیں کہ جو اچھا ہو اسی کے ساتھ اچھائی کی جائے بلکہ اس معاملے میں اچھے برے کی کوئی تفریق نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بوجھ والوں کا بوجھ اٹھاتے یہاں تک کہ اگر کوئی آپ کا جانی دشمن ہوتا، کوئی آپ کے خلاف ہونے والے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر شہر چھوڑ کر جانے لگتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حصے کا بوجھ بھی اپنے مبارک کندھوں پر اٹھاتے تھے۔ اس کے ساتھ مہمان نوازی، بے سہاروں اور بے آسراؤں کو کما کر دینا اور قدرتی آفات کے موقع پر لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی شان اور پیغمبرانہ وصف تھا۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ آپ ﷺ نبوت کا منصب عطا ہونے سے پہلے بھی خدمت انسانیت کے ان پانچوں اوصاف کا پیکر مجسم تھے اور نبوت ملنے کے بعد تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین بن گئے۔

خدمت کے معاملے میں کوئی تفریق نہیں:...... جب ہم یہ جانتے اور مانتے ہیں کہ نبوت ملنے سے قبل بھی آپ ﷺ میں یہ صفات موجود تھیں تو اس کا صاف نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صلہ رحمی، مہمان نوازی، بے سہاروں کی مدد، مصائب کے موقع پر تعاون اور لوگوں کی کفالت کے معاملے میں اسلام اور کفر کی، اپنے اور پرائے کی، قریب اور دور کی اور سیاہ وسفید کی کوئی تمیز اور تفریق نہیں تھی، کیونکہ یہ اس دور کی بات ہو رہی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا۔ بات صرف اتنی سی ہی نہیں تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لیے تو سراپا شفقت ہوں اور غیر مسلموں کے لیے نہ ہوں بلکہ آپ ﷺ نے اپنے قول وعمل کے ذریعے بار بار اس بات کا احساس دلایا کہ خدمت کے معاملے میں، تعاون کے معاملے میں، حسن سلوک اور حسن اخلاق کے معاملے میں اچھے برے کی، کافر ومسلمان کی اور اپنے پرائے کی کوئی تفریق اور تقسیم نہیں ہے۔

سیرت طیبہ کا درس:...... بلکہ ہمیں تو آپ ﷺ کی زندگی سے یہ بھی درس ملتا ہے کہ آپ ﷺ نے خدمت کے معاملے میں صرف اسلام وکفر کی تفریق ہی نہیں مٹائی بلکہ آپ ﷺ نے جو طرز زندگی عطا فرمایا اس میں حیوانوں اور

جانوروں کے ساتھ حسن سلوک اور ان کا خیال رکھنے کا بھی درس دیا گیا۔ ہمیں کتب سیرت اور کتب فقہ میں ''مؤلفۃ قلوب'' کی ایک مستقل اصطلاح ملتی ہے، ہمیں قیدیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی بے شمار مثالیں نظر آتی ہیں، جہاد کے آداب پر طویل کتب اور تحقیقات ملتی ہیں اور پھر خاص طور پر وہ کلچر جس میں زخمیوں کی دیکھ بھال کی حدود میں، ان کی مرہم پٹی کے معاملے میں کسی قسم کی دراندازی اور مداخلت نہیں کی جاتی تھی اور نہ ہی کوئی رکاوٹ کھڑی کی جاتی تھی، ہلاک ہوجانے والوں کا مثلہ نہ کرنے کی سختی سے ہدایت تھی۔ جہاد کے بارے میں جملہ آداب میں ہمارے لیے یہی سبق ہے کہ خدمت کا عمل ہر قسم کی وابستگی سے بالاتر ہونا چاہیے، اس پر کوئی چھاپ نہیں ہونی چاہیے، مسلمان اور کافر ہی نہیں دوست اور دشمن میں بھی کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے۔

ہماری حالت:...... یہ تو صرف سیرت طیبہ کی ایک جھلک تھی ورنہ مسلمان حکمرانوں، سپہ سالاروں اور فاتحین نے جس انداز سے انسانیت کی خدمت کی اس کے حالات وواقعات کو اس مختصر سی تحریر میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ آج ہماری صورتحال اس سے بالکل مختلف ہے۔ آج ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ اگر کبھی کسی ایسے علاقے میں زلزلہ یا سیلاب آجائے جہاں غیر مسلم بستے ہوں تو ہم سمجھتے ہیں کہ ہماری بلا سے! وہ جانیں اور ان کے کام! لیکن اگر مسلمان علاقے کسی آفت کی زد میں آجائیں تو پھر سب تڑپ اٹھتے ہیں۔ بلکہ میں تو اس سے ایک قدم اور آگے بڑھ کر کہوں گا کہ خود مسلمانوں کے بہت سے گروہ ایسے ہیں جن میں انسانیت کی خدمت، فرسٹ ایڈ اور ریسکیو اور ریلیف کے معاملے میں دانستہ یا نادانستہ، قصداً یا سہواً تفریق وتمیز اور جانبداری دیکھنے میں آتی ہے۔ دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ جب لال مسجد یا تعلیم القرآن یا دیوبندی مکتب فکر سے نسبت رکھنے والے کسی ادارے یا علاقے میں کوئی حادثہ ہوجائے تو ہمیں المصطفیٰ کی کوئی ایمبولنس یا کوئی گاڑی نظر نہیں آتی، جب داتا دربار میں سانحہ ہوتا ہے تو وہاں معمار ٹرسٹ دکھائی نہیں دیتا، اگر کسی امام بارگاہ میں کوئی دھماکا ہوتا ہے تو اس میں ہمیں الخدمت اور جماعت الدعوۃ کی کوئی خاص سرگرمی نظر نہیں آتی۔ میں سمجھتا ہوں اس میں دونوں طرف شعور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ خدمت کرنے والوں کو اس بات پر آمادہ کرنا ہوگا کہ وہ ہر قسم کی تفریق وتمیز سے بالاتر ہو کر محض انسانیت کی بنیاد پر خدمت کریں اور یہ تفریق نہ کی جائے کہ یہ مسئلہ شیعہ یا سنی مسئلہ ہے، یہ حادثہ دیوبندی یا بریلوی حادثہ ہے، اس علاقے اور اس خطے میں فلاں قوم وقبیلے، رنگ ونسل اور مسلک سے وابستہ لوگ رہتے ہیں۔ اسی طرح متاثرہ فریق کو بھی یہ بات خوب اچھی طرح باور کروانے کی ضرورت ہے کہ ایمبولنس پر معمار ٹرسٹ کا لوگو لگا ہو یا جماعت الدعوۃ کا، فرسٹ ایڈ کا کیمپ المصطفیٰ نے لگایا ہو یا الخدمت نے، خدمت کرنے والے رضا کار کے سینے پر ریڈ کراس کا نشان ہو یا ہلال احمر کا ان میں کوئی تفریق نہیں ہونی چاہیے نہ وہ کیمپ اکھاڑنے کی بات ہونی چاہیے اور نہ ہی ایمبولنسوں کو جلانے کے منصوبے بننے چاہیں۔

کرنے کا کام:......ہمیں اپنے کلچر، ماضی کے تجربات، لوگوں کے مزاج اور علاقائی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات ذہن نشین رکھنی ہے کہ یہ معاملہ اتنا سیدھا، آسان اور سادہ نہیں بلکہ اس پر بہت کام کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ ICRC جیسا کوئی ادارہ تمام مکاتب فکر کی سرکردہ شخصیات، تمام طبقات کے نمائندگان اور تمام اسٹیک ہولڈرز کو کسی فورم پر جمع کرے۔ اس بات پر اتفاق رائے پیدا کرنے اور کسی معاہدے پر دستخط کروانے کی راہ ہموار کی جائے کہ خدمت اور ریسکیو و ریلیف کا کام ہر قسم کی تفریق سے بالاتر ہو کر کیا جائے گا اور اس معاہدے کی بہت زیادہ تشہیر کی جائے، تمام مکاتب فکر کی سرکردہ شخصیات اپنے اپنے فالوورز کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ خدمت کے معاملے میں ہر قسم کی تفریق سے بالاتر ہو جائیں اور اپنے رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کی فکر کریں۔

زاویہ نگاہ بدلنے کی ضرورت ہے:......اسی طرح خدمت کے عمل کو آزادانہ اور غیر جانبدارانہ بنانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ خدمت کی آڑ میں کسی قسم کی منفی سرگرمی نہ ہونے پائے جیسا کہ ہمارے ہاں پولیو ویکسینیشن کی آڑ میں جو کچھ کیا گیا اس نے خدمت اور فلاح و بہبود کے پورے عمل پر سوالیہ نشان کھڑا کر دیا، اسی طرح این جی اوز اور فلاحی و رفاہی اداروں کے شیلٹر تلے سے جو مشکوک افراد پکڑے گئے یا جو لوگ ملکی سلامتی کے حوالے سے مشکوک سرگرمیوں کے مرتکب پائے گئے ان کے اس عمل نے بھی انسانیت کی خدمت اور فلاح و بہبود کے محاذ پر کام کرنے والوں کے لیے خاصی مشکلات پیدا کی ہیں جبکہ دوسری طرف حکومتوں سے لے کر عام آدمی کا رویہ بھی اصلاح طلب ہے کہ ہم ہر کسی کو شکیل آفریدی سمجھنے لگتے ہیں، ہر کسی کو غیروں کا ایجنٹ اور آلہ کار قرار دیتے ہیں، ہمیں دونوں اطراف کے لوگوں کو اس بات پر قائل کرنا ہوگا کہ جب تک ہم اپنا زاویہ نگاہ نہیں بدلیں گے تب تک بات نہیں بن پائے گی۔

☆......☆......☆

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زریں نصائح

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ زمانہ میں مال کو بُرا سمجھا جاتا تھا، لیکن جہاں تک آج کے زمانہ کا تعلق ہے تو اب مال و دولت مسلمانوں کی ڈھال ہے، حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر یہ درہم و دینار اور روپیہ پیسہ نہ ہوتا تو یہ سلاطین و امراء ہمیں دست و پاء بنا کر ذلیل و پامال کر ڈالتے، نیز! انہوں نے فرمایا: کسی شخص کے پاس اگر تھوڑا بہت بھی مال ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کی اصلاح کرے کیوں کہ ہمارا یہ زمانہ ایسا ہے کہ اس میں اگر کوئی محتاج و مفلس ہوگا تو اپنے دین کو اپنے ہاتھ سے گنوانے والا سب سے پہلا شخص وہی ہوگا۔